ڈاکٹر محمد یوسف لون

شاہِ ہمدانؒ اور ان کے عظیم ادبی کارنامے

حضرت امیرِ کبیرؒ میر سید علی بن شہاب الدین ہمدانی ۱۳۱۴ء، ۷۱۴ھ میں ہمدان (کولاب) میں پیدا ہوئے تھے۔ ہمدان ایران کا سب سے قدیم مشہور شہر ہے۔ ہر لحاظ سے یہ شہر اپنی اہمیت میں بہت ہی تابندہ اور درخشاں رہا ہے۔

حضرت امیر کبیر میر سید علی ہمدانیؒ کے والدین جلیل القدر سادات حسینیؒ تھے۔ کیونکہ ان کا حسب و نسب اماماں عالی مقام تک پہنچتا ہے۔ جن کے مبارک اسمائے حضرت امام حسن اور امام حسین علیہ السلام ہیں۔ جو شیر خدا حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ اور حضرت فاطمۃ الزہرہؓ کے فرزند تھے اور رسالت مآب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے تھے۔

چوں کہ حضرت سید علی بچپن سے ہی ہمہ گیر مجاہدانہ صفات کے حامل تھے وہ اپنے عظیم ارادوں کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے میں تن من اور دھن سے لگے ہوئے تھے۔ ریاضت شاقہ اور سخت محنت سے زندگی کی ہر آزمائش سے نبرد آزما رہے۔ اس خداداد صلاحیت سے ایک طرف وہ سبھی ظاہری علوم یعنی علم القرآن، علم تفسیر، علم حدیث، علم فقہ اور باقی علوم کے بلند پایہ

عالم بن گئے۔ دوسری جانب باطنی علوم یعنی خداشناسی، خدا پرستی، حق شناسی اور حق پرستی میں بھی بے مثال رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں نور ایمان اور نور یقین کی دولت سے سرفراز کیا تھا جس کی بدولت وہ فہم دین کی باتوں سے بخوبی آشنا تھے۔ سید علاؤ الدین کی رہنمائی سے دو بارہ سال کی ہی عمر میں ایک نامور صوفی بزرگ شیخ تقی الدین ابوالبرکات علی دوستی کے سپرد ہوئے۔ ان کے ہاں مستفید ہونے کے بعد آپ ایک عارف باللہ شیخ محمود مزدکانی سے تربیت کا فیضان پاتے رہے۔[۵]

اکیس[۲۱] سال تک آپ سیر و گردش میں مصروف رہے۔ بعض روایات کے مطابق آپ نے ربع مسکون کی سیر کی تھی[۶]۔ اس دوران آپ نے اردبیل، طوس، حلب، مزدکان، ختلان، بلخ، بدخشان، خطا، یزد، شام، بغداد، حجاز، روم، ماوراء النہر، سراندیپ اور چین کے علاوہ کشمیر، تبت، لداخ، کاشغر، ہندوستان اور ترکستان وغیرہ جگہوں کی سیاحت کی[۷]۔ اپنے فلسطین کے سفر کے دوران انہوں نے ایک رات مسجد اقصیٰ میں حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت امیرؒ کی طرف تشریف فرما تھے۔ حضرت امیر اٹھے اور سلام بجا لائی۔ سرکار رسالت مآب صلعم نے اپنی آستین سے ایک پارچہ نکالا اور حضرت امیر کو بخشاتے ہوئے فرمایا۔

خذ ھذہٖ الفتحیہ ۔ حضرت فرماتے تھے کہ یہ وہی اذکار اور اوراد تھے جو مختلف اوقات پر مختلف اولیاء اللہ نے انہیں عطا کئے تھے۔ بعد میں یہی اوراد اوراد فتحیہ کے نام سے موسوم ہوئی ہے۔

حضرت امیر کبیر کی اس جہاں گردی کا بنیادی مقصد یہ تھا کہ لوگوں کو اسلام کی تعلیمات سے روشناس کیا جائے۔ حضرت امیر کے کارناموں کے روشن جائزے سے یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ وہ دنیاوی تحریک کے خلاف ایک ایسی تحریک کے داعی ہیں جس کی بنیاد قرآن و

سنت پر استوار ہے۔ واقعی خلوص نیت اور خلوص دل سے پیار و محبت ان تمام سوالات کے درست جوابات ہیں جو کہنے یا نہ کہنے میں بے بدل ہوتے ہیں۔ لہٰذا وہ قدم جو پاک ارادوں کی طرف گامزن ہو جاتے ہیں وہ اپنی ابدی شہرت کے پاتے ہیں بے مثال ہوتے ہیں اور ہر گھڑی وہ اپنی نشو و نما میں پھلتے اور پھولتے ہیں وہ ہر لحاظ اس تحریک کا اظہار شاہان وقت کے روبرو کرتے ہیں اور ایسے ظالم اور جابر شاہنشاہوں کے سامنے اعلا کلمۃ الحق کو ایک عظیم جہاد سمجھتے تھے۔ یہ بات مسلم ہے کہ حضرت امیر نے دعوت ارشاد کے لیے ایسے مراکز وجود میں لائے تھے جو ہر وقت اپنی نمایاں کارکردگی میں پیش پیش رہے تھے چنانچہ ماوراالنہر، ختلان، پکھلی اور کشمیر اس طرح کے مرکزوں کی نشاندھی کرتے ہیں۔

اس طرح نہ فقط سیاست بلکہ زندگی کے ہر شعبے میں حضرت امیر کی مصلحانہ کوشش ایک نیا تہذیبی انقلاب پیدا کرنے میں کامیاب ہوئی ہے۔ حضرت امیر عظیم تصورات اور اعلیٰ خیالات کے امام ہیں۔ علمی اعتبار سے وہ جامع الکمالات تھے جنہوں نے بعض روایات کے مطابق دو سو سے زاید کتابیں اور رسالے لکھے ہیں۔ بقول ڈاکٹر سیدہ اشرف شاہ ھمدانؒ کی بیشتر تصانیف کا موضوع سیاست مدنی، فلسفہ کلام، تصوف و عرفان اور شریعت اسلام ہے۔ اس کے بعد ڈاکٹر صاحبہ نے ان کی تصانیف کی ایک لمبی فہرست مرتب کی ہے عنوان کے طور قرآنی مطالب میں الناسخ والمنسوخ القرآن، احکام القرآن، تفسیر حروف المعجم، شرح اسماء الحسنیٰ، فرہنگ در مفردات قرآن وغیرہ۔ عنوان کے طور احادیث میں المودۃ القربیٰ، روضتہ الفردوس، اربعین امیریہ، اربعین فی فضایل امیر المومنین، سبعین فی فضایل امیر المومنین، رسالت من اسناد حلیہ حضرت محمدؐ، اسرار وحی، انسان کامل یا روح اعظم اوراد وادعیہ، اوراد فتحیہ، رسالہ اوراد، رسالہ ذکریہ۔ تصوف و عرفانات میں آداب المریدین، سیر الطالبین، منازل السالکین۔ فقر و فتوت میں رسالہ فقریہ، رسالہ فتوتیہ، رسالہ درویشیہ،

فضل الفقر و بیان و حالات الفقرا' اخلاقیات میں تلقینیہ' منہاج العارفین' مکارم اخلاق' دہ قاعدہ اعتقادیہ حقیقت ایمان' اصطلاحات میں اصطلاح الصوفیہ اعتقادیہ حقیقت ایمان' چہل مقام صوفیہ منازل السالکین' صحت و طب میں آداب سفرہ' رسالہ توبہ' مراۃ التائبین واردات و خاطرات رسالت خواطریہ مناجات واردات امیریہ' حکمت علمی و نظری وغیرہ۔

وہ حجتہ الاسلام امام محمد غزالی اور پیر ھرات خواجہ عبداللہ انصاری[9] جیسے تصنیفات سے بڑی حد تک متاثر ہوئے تھے۔ کیونکہ حضرت شاہ ھمدان نے حجتہ الاسلام امام محمد غزالی کی نصیحت الملوک کی پیروی میں ذخیرۃ الملوک[10] اور پیر ھرات کے رسالے مناجات کی تقلید میں اپنا ذاتی رسالہ مناجات[11] تصنیف کیا۔ اس کے علاوہ شیخ محی الدین ابن عربی کی تصنیفات سے بھی متاثر رہے ہیں۔ جب کہ یہ بھی صحیح ہے کہ ان کی تصنیفات ابن عربی کی تصنیفات کی صدایۂ بازگشت ہیں اور اس طرح وقت کے مشائخ کرام سے راست استفادہ کیا ہے۔ اسلام کے درس کو نمایاں کرنے میں حضرت شاہ ھمدانؒ کی بہت ساری تصانیف ہیں ان میں ذخیرۃ الملوک سب سے اہم مانی جاتی ہے۔ اس میں بادشاہوں کے لیے پند و نصایح ہیں اس کا طرز بیان احیاء العلوم جیسی کتاب کا ہے۔ عرفانی مطالب میں یہ کشف المحجوب کے مانند ہے۔

رسالہ خضریہ میں خضر شاہ حاکم کونار کو اس وصیت نامہ کی یاد دلائی ہے کہ تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ کمزوروں کے ساتھ نرمی کے ساتھ پیش آنا' مسکینوں اور محتاجوں کے ساتھ مساوات اختیار کرنا۔ یتیموں کے ساتھ رحمت اور مسکینوں کے ساتھ شفقت برتنا اور درویشوں کی مدد کرنا۔ دین کی حفاظت کرنا۔ دنیا میں قناعت اختیار کرنا۔ سخن اور حرکت میں حفاظت' عہد میں وفا' اہل اللہ کے ساتھ محبت۔ شادی اور غم میں شکر بجالانا۔

" در رحمت و شفقت را از حال زیر دستان ضعیف دریغ ندارد و بر افتون و

انسانہ دنیا فریفتہ نہ شود و بر مرکب عمر اعتماد نہ کند و از گرفتاری روز جزا یاد آورد و از انجام حال مغروران گذشتہ عبرت گیرد"..... اور ناتوان اور ضعیف ماتحتوں کے حال پر رحم و شفقت کو روک نہیں لینا چاہیے اور دنیا کے مکر و فریب پر فریفتہ نہیں ہو جانا چاہیے اور عمر کی سواری پر بھروسہ نہیں کرنا چاہیے اور روز جزا کی گرفتاری کو یاد کرنا چاہیے اور گذشتہ متکبروں کے حال کے انجام سے عبرت حاصل کرنی چاہئیے.....

رسالہ تلقینہ میں عرفانی اور باطنی سیر و سلوک کے معانی کو بیان کیا ہے۔ مرد مومن کو چاہیے کہ خود کو وعدہ خلافی سے بچا رکھے۔ جھوٹے قسموں سے پرہیز کرے۔ دوستوں کو دھوکا دینے سے پرہیز کرے اور دشمنوں کے دلوں کو آزار پہچانے سے گریز کرے۔ اپنی تمام تر صلاحیت کو پیش کرنے' زبان کا سلوک ایسا ہو کہ کوئی رنجیدہ نہ ہو جائے۔

شاہ ھمدان فرماتے ہیں کہ جب ایک سالک صفائی قلب اور پاکی نفس کے عظیم صفات سے اراستہ اور پیراستہ ہو جاتا ہے تو اللہ تعالی اسکو اپنے انعام سے نواز کر اسے اپنی ذات و صفات کے اسرار سے اشنا کر دیتا ہے اور اس طرح سے سالک کا دل ذات حق کی تجلیوں کی روشنی کے اہل بن جاتا ہے اس سارے عمل کو جو سالک تزکیہ نفس اور صفائی باطن سے اغاز کرتا ہے ارادت صادق کہتے ہیں اور سالک مرید صادق کہلاتا ہے۔

حضرت سید علی ھمدانی تصوف اور طریقت کے قطب تھے۔ اپنے جوانمردوں کے پیشوا تھے۔ فرمایا" افضل الجہاد کلمہ حق عند سلطان جائر چہ شیوہ اہل فتوت مبارزہ با خلالم و خدامت و کمک بہ مظلومان بودہ است"۔ حضرت سید نہ صرف ایک صوفی اور عالم ظاھر اور باطن تھے بلکہ ایک ماہر مبلغ اور ایک واعظ دلسوز ایک انقلابی اور مصلح بزرگ تھے۔ (جب آپ سلطان غیاث الدین حاکم پاحلی کے فرمان پر اردگرد کے علاقوں پر تبلیغ کے

کام پر گامزن ہوئے تو اس علاقے کے بعض منکروں اور کافروں نے انہیں بہت مصائب پہنچائے لیکن وہ ان تمام سنجیتوں کو برداشت کرتے رہے .... "ای عزیز دیدۂ انصاف بگشای و دوست را از دشمن بشناس عقل خود را محکوم غولان مساز و نفس ضعیف و جسم لطیف را با نسیم ابد در پرواز آر و بہ آتش غضب گرفتار مکن و بقیت فرصت را غنیمت شمر"[۱۲]

ترجمہ:۔ اے عزیز! انصاف کی آنکھیں کھول دو اور دوست کو دشمن سے پہچان لو۔ اپنی عقل کو گمراہ لوگوں اور بدجنسوں کی تحویل میں مت دو بلکہ اپنے کمزور نفس اور نازک بدن کو ابدی الطاف ربانی کی ہواؤں میں پرواز دو اور ان کو خدائی قہر کی آگ میں مبتلا نہ کرو۔ اپنی باقی عمر کو غنیمت جان لو۔

کشمیر میں بھی وہ جان و دل سے اسلام کی تبلیغ پر گامزن تھے۔ آپ کے روحانی کمالات کو دیکھ کر غیر مسلموں کی ایک بڑی جماعت نے دین اسلام قبول کیا۔ یہ صرف آپ کی ذات گرامی کا ہی معجزہ تھا جس میں اس قسم کی سوز و بیان کی شدت تھی۔ اس کے علاوہ آپ کی نظر سارے ادیان پر تھی جس سے وہ مناظرہ میں بھرپور حصہ فرما رہے تھے اور مختلف مذہبوں کے لوگوں کو اپنے جوابات سے قایل فرما کر انہیں دین اسلام قبول کرنے پر راغب کرتے تھے۔ اس طرح بہت سارے علما آپ کے دشمن بھی بن گئے۔ لیکن خدا تعالی نے انہیں ہر وقت اپنی حفاظت میں رکھا۔ وہ اپنے ہمعصر شاہ نعمت اللہ ولی کی طرح ہر وقت دست بکار اور دل بیار کے طریقے پر کاربند تھے اور یہی درس اپنے مریدوں کو بھی دیتے تھے۔ حضرت سیدؒ نے اپنی عمر کا بیشتر حصہ مسجدوں، خانقاہوں، مدرسوں اور کتاب خانوں کی تعمیرات میں صرف کیا اور بادشاہوں مثلاً سلطان صدرالدین اور سلطان قطب الدین کو بھی ان کے تعمیرات پر راغب کرتے تھے۔

حضرت سید اگرچہ ایک انقلابی اور مصلح کار تھا ہمیشہ فرماتے تھے "افضل الجہاد

کلمۂ حق عند سلطان جابر" کے پیرو حضرت میر سید علی ہمدانی نے ظالموں کے ہاتھوں کو ہر وقت روکے رکھا۔ وہ جنگ کے خواہاں نہیں تھے بلکہ ان کا قول و فعل ہر وقت صلح اور آشتی کی رہنمائی کرتا ہے۔ صلح نامہ جو سلطان شہاب الدین اور فیروز شاہ تغلق کے درمیان مضبوط بنایا تھا جو ایک یادگار کے طور پر باقی رہا ہے۔

حضرت سید نے ایران صغیر یعنی کشمیر کا نقشہ ہی بدل دیا اور جس نے ایرانی تہذیب کے وہ نقش و نگار چھوڑے ہیں جو اپنی دوام میں رہتی دنیا تک باقی رہیں گے۔ اتنی مقبولیت آپ کو کسی اور جگہ نہیں ہے جتنی کہ انہیں کشمیر میں نصیب ہوئی۔ کشمیر کا ہر ایک فرد نہ صرف آپ کے نام سے واقف ہے بلکہ آپ کا عاشق شیدائی اور پرستار ہے۔ آپ کی ہی سعی حاصل اور فیوض و برکات کے نتیجہ سے کشمیر میں طلوع ہونے والا سورج ایک صاف شفاف نیلگوں فضا پر پورے آب و تاب کے ساتھ نمودار ہو کر چمکنے لگا۔ کشمیر میں آپ کو قطب ربانی غوث صمدانی' بانی مسلمانی' علی ثانی' شاہ ھمدان اور امیر کبیر جیسے القاب سے یاد کیا جاتا ہے[13]۔ ان کی ہمہ گیر شخصیت کمالات صوری و معنوی کا ایک جامع پیکر ہے۔ آپ کے بتلائے ہوئے الٰہیاتی فلسفہ نے کشمیر کے روشن فکر طبقہ کے ذہنوں میں ایک نیا ولولہ اور انقلاب برپا کیا ہے۔ حضرت امیرؒ نئی دنیا کی تلاش میں کشمیر کی طرف اس لیے بھی متوجہ ہوئے تھے کیونکہ انہوں نے کشمیر کے حالات کے بارے میں تمام تر واقفیت بہم پہنچائی تھی اس وقت کے سلاطین حضرت امیر کی خدمت میں نہایت ہی عاجزانہ طور سے حاضر ہوتے تھے۔ اس لیے حضرت موصوف کو کشمیر اپنے مقصد کی کامیابی کا سب سے بڑا مرکز نظر آیا۔ کشمیر کے لوگوں نے اگرچہ اسلام قبول کیا تھا اور یہاں کی آبادی کا ایک خاصا حصہ اسلام کے دائرہ میں آچکا تھا اور سلطان قطب الدین خود مسلمان تھا لیکن اس زمانے میں کوئی ایسا عالم نہیں تھا جو یہاں کے لوگوں اور سلطان کو باخبر کرتا ان احکام شریعت کو اصولوں سے جو دین کے ستون مانے جاتے ہیں۔ کیونکہ سلطان

Scanned with OKEN Scanner

قطب الدین نے ایک ہی وقت میں دو سگی بہنوں سے شادی کی تھی۔ اس کے علاوہ یہاں کے لوگوں کے رسوم، عادات، لباس اور تہذیب و تمدن ہندوں کا سا تھا۔ اس طرح ہندوں اور مسلمانوں میں کوئی واضح فرق دکھائی نہیں دیتی تھی۔ سب سے پہلے سلطان قطب الدین کو احکام شریعت سے روشناس کرا کے یہ حکم دیا کہ وہ اپنی دو بیویوں میں سے (جو ایک دوسرے کی سگی بہنیں تھیں) صرف ایک کو اپنے نکاح میں رکھے۔ دوسری کو طلاق دے۔ اس کے بعد امیر کبیر نے یہاں کے سلطان کو مسلم حکمرانوں کا جیسا لباس پہننے کی ھدایت فرمائی۔[۱۴]

یہاں کے تمدنی اور سماجی حالات بھی کچھ اس قدر پلٹے ہوتے تھے کہ وہ بھی آپ کی تشریف آوری سے سدھر گئے۔ آپ کے ساتھ آتے ہوئے سبھی سادات ہر کام میں ھر فن مولا تھے۔ وہ دور دور تک گاؤں میں جاکر لوگوں کو راہ حق کی تعلیم فرما رہے تھے۔ اس طرح اشاعت دین کے ساتھ ساتھ لوگوں کو دیگر فنون کا علم بھی سکھایا جاتا تھا۔ اسی وجہ سے آج بھی مختلف گاؤں میں سادات کے آستانے موجود ہیں اور ان کی برسی نہایت ہی شان و شوکت کے ساتھ منایا جاتا ہے۔ حضرت امیر کبیر نے فقط عوام کی طرف توجہ مبذول نہیں فرمائی بلکہ بادشاہوں کو بھی آداب حیات سکھاتے اور انہیں اپنی رعایا کے ساتھ اسلامی آداب کے مطابق برتاؤ کرنے کی تلقین فرمائی۔

حضرت امیر کبیر میر سید علی ھمدانیؒ کا وجود بابرکت ہی اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملا ملا کا ایک کرشمہ ہے وہ ہمہ گیر شخصیت کے مالک تھے۔ ایک طرف وہ عالم باعمل زاہد، شب بیدار، مرشد باکمال، سیاح، مبلغ دین دوسری طرف وہ صاحب قلم، انشا پرداز اور ممتاز صوفی شاعر تھے۔ آپ صرف ایک سیار ہی نہیں تھے بلکہ ایک بہت بڑے عالم باعمل و صاحب تالیف و تصنیف تھے۔ امیر کبیر میر سید علی ھمدانیؒ وہ عارف باللہ، متقی

پرہیزگار، پاک و صاف نہاد دینی پیشوا اور کامل رہبر گذرے تھے۔ جنہوں نے اپنی پوری زندگی عالم اسلام کی بقا اور اس کی نشر و اشاعت کے لیے وقف رکھی۔

اب یہاں پر چند باتیں توجہ طلب ہیں۔ جن پر غور کرنا بہت ضروری ہے قرآن کریم میں ارشاد ہے کہ میں نے زمین و آسمان کو پیدا کیا۔ ان میں سوچ و سمجھ رکھنے والوں کے لیے کئی کئی نشانیاں رکھی ہیں تاکہ ان کے مشاہدے سے وہ قانون قدرت کے رازوں سے واقف ہو جائیں۔ ان میں سورج، چاند، ستارے، سیارے، ہوا اور پانی وغیرہ باعث غور و فکر ہیں۔ اس کے علاوہ نظروں سے دور والی چیزیں بھی اسی مشاہدے کے منتظر ہیں۔ اسی طرح آدمیوں میں بھی بعض کے درجے بعضوں پر بلند فرمائے۔ اس لحاظ سے حضرت امیر کبیر میر سید علی ہمدانی بھی ایک خاص مرتبہ کے مالک رہے تھے کیونکہ آپ کی زندگی کا آغاز ہی ایک کارآمد شے پر ہوا ہے۔ اور رفتہ رفتہ اس کی نکھرتی ہوئی مہک ایک وجود کامل کا عکس یافت ہوئی وہ اپنی تجرباتی زندگی میں ایک بڑا پیشوا، ایک بڑا مفکر ایک بہت بڑا ادیب اور ایک بڑا ھنرکار ثابت رہے ہیں۔ آپ کی انتھک کوششیں بنی نوع انسانیت کے لیے وہ دفینہ ہیں جو اپنی انتہا میں ناختم ہیں ●

حواشی

لے AL-AMIR-AL-KABIR GREAT AMIR) TITLE WHICH HAD ORIGINALLY BEEN GRANTED IN THE MAMLUK KINGDOM TO "ALL THOSE WHO HAD SENIORETY IN SERVICE AND YEAR" P-44 - THE ENCYCLOPAEDIA OF ISLAM NEW EDITION LEIDEN-I-A-B-E-d-BR-1979,

Scanned with OKEN Scanner

۲ــــ حضرت میر سید علی ہمدانی روح اللہ روحہ الکریم ۔ ولادت جناب سیادت مآب در شہر ہمدان یوم الاثنین ثانی عشر من شہر رجب المرجب سنہ ہفتصد و چہاردہ بود رحمت اللہ تاریخ ولادت اوست۔ تاریخ کبیر کشمیر من تصنیف حاجی محی الدین شاہ المتخلص "مسکین" جلد اول (ص۔۹۔ب)

اکثر تاریخوں اور تذکروں میں آپ کا تاریخ تولد ۷۱۴ھ لکھا گیا ہے۔ جن میں مورخ خواجہ حسن کھوہامی، ڈاکٹر محی الدین صوفی، آقای ایرج افشار، محب الحسن، ڈاکٹر عبدالقیوم رفیقی صاحب اور بہاوالدین وغیرہ شامل ہیں

۳ــــ ھشام ابن الکلبی کے کہنے کے مطابق اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ ھمدان ابن فلوج ابن سام ابن نوح نے اس کو تعمیر کیا تھا جس طرح اس کے بھائی اصبھان نے شہر ابھان موجودہ اصفہان کی بنیاد ڈالی تھی۔ ہجرت کے چوبیویں سال میں مسلمان اس پر قابض ہوئے تھے اصول تصوف۔ دکتر احسان اللہ علی استنحری۔ ص۔ ۲۸۲ تا ۲۸۳

اس شہر کا پہلا نام اکباتان یا ھکباتان تھا۔ اس کے اندر سات مظبوط قلعہ تھے ھمدان الوند کے دامن میں واقع ہے مشہور عارف بزرگوار بابا طاہر عریانی ھمدانی اور مشہور فلسفی شیخ الرئیس ابو علی سینا کے مقبرے وہاں موجود ہیں۔ فرھنگ جغرافیائی ایران جلد ۵۔ص۔۴۸۳)

۴ــــ ان کا نسب نامہ اس طرح ہے۔ حضرت امیر ابن شہاب الدین ابن میر سید محمد ابن سید علی ابن سید یوسف ابن سید شرف الدین ابن سید محب اللہ ابن سید محمد ثانی ابن سید جعفر ابن سید عبداللہ ابن سید محمد اول ابن سید علی حسن ابن سید حسین ابن سید جعفر الحجر ابن سید عبداللہ زاہد ابن سید حسین ابن امام زین العابدین ابن عبد الحسین السید الشہدا،

منقبت الجواھر از بابا حیدر بخشی ورق ۱ب و ۲۔ الف ۔

وجیز التواریخ از نبہ شاہ خانیاری۔ حصہ دوم ــــ ص۲

Scanned with OKEN Scanner

قاضی نور اللہ شوستری نے حضرت سید علی کا نسب نامہ اس طرح لکھا ہے۔
علی بن شہاب الدین محمد بن علی بن یوسف بن محب بن محمد بن جعفر بن عبداللہ بن محمد بن علی بن حسن ابن علی زین العابدین بن حسین الشہدا علیہم اسلام۔ (مجالس المومنین ورق۔ ۲۷۵)

۵ — خلاصۃ المناقب از نور الدین جعفر بدخشی ورق۔ ۵۔ ب۔ خواند میر مصنف حبیب السیر جلد سوم صفحہ ۵۴۴ پر یوں درج ہے کہ حضرت سید نے ابتدائی زندگی میں شیخ محمود مزدکانی کی شاگردی اختیار کی، لیکن شیخ تقی الدین سے طریقت کی تعلیم حاصل کی۔
مزدقان، سادہ اور ھمدان کے درمیان واقع نوبر آن قصبہ میں ایک گاؤں ہے۔
غلہ، آلو، میوے اور خشک دالیں یہاں کی خاص پیداوار ہے۔ شاہ ھمدان، حیات اور کارنامے پروفیسر شمس الدین احمد — (ص — ۲۷)

۶ — از حکم شیخ مشرف الدین محمود مزدکانی روح اللہ روحہ سیر ربع مسکون تا بیست دیکسال نمودہ اند۔ بار اول شہر بشہر بار دوم دہ بدہ بار سوم خانہ بخانہ سفر کردہ بصحبت۔ جمیع زہاد و عباد و اوتاد و اغواث و اقطاب عالم دام اللہ برکاتہم مشرف شد۔ (تاریخ کبیر کشمیر من تصنیف حاجی محی الدین شاہ المتخلص "مسکین" جلد اول — ص — ۱۰۔ ب)

۷ — خلاصۃ المناقب از نور الدین جعفر بدخشی ورق — ۵ — ب

۸ — سید میر علی ھمدانی از ڈاکٹر سیدہ اشرف ظفر محل پبلکیشنز دہلی لاہوتی پرنٹ ایڈز ۱۹۸۷ء کشمیر کے باشندے اوراد فتحیہ کو پڑھنا ضروری سمجھتے ہیں کیونکہ اس کے بار بار دھرانے سے مصائب دور ہو جاتے ہیں۔

رباعی :-

ھر کہ با ذکر خدا اُنس بگیرد شب و روز
گر بود مردہ صد سالہ کہ روحش بخشند
ھر کہ در فاتحہ روز بفتحیہ شتافت

ہیچ شک نیست کہ فتاح فتوحش بخشد

تاریخ کبیر حاجی محی الدین مسکین ـــــ ص ـ ١٣ ـ ١)

۵ ـــ امام ابو حامد محمد بن محمد احمد غزالی طوسی ـــ سال پیدائش ۴۵۰ ھ

سال وفات ۵۰۵ھ

۹ ـــ خواجہ عبداللہ بن محمد انصاری ھروی. سال پیدائش ۳۹۶ سال وفات ۴۸۱ھ آپ حضرت امام احمد بن حنبلؒ کے پیرو تھے اور تصوف میں حضرت شیخ ابوالحسن خرقانی کے جانشین ہوئے. اور ابوسعید ابوالخیر سے بھی فیض پایا.

۱۰ ـــ باب اول: در شرائط واحکام ایمان ولوازم وکمال آن کہ سبب نجات بندہ است از عذاب ابدی و وسیلت او بدوام لذات نعیم سرمدی.

باب دوم: در ادای حقوق عبودیت.

باب سوم: در مکارم اخلاق وحسن خلق و وجوب تمسک حاکم وپادشاہ و بر سیرت خلفائے راشدینؓ

باب چہارم: در حقوق والدین و زوج و زوجہ واولاد وعبید واقارب

باب پنجم: در احکام سلطنت صوری و ولایت و امارت وحقوق رعایا وشرائط حکومت وخطر عہدہ آن در وجوب عدل و احسان.

باب ششم: در شرح سلطنت معنوی واسرار خلافت انسانی

باب ھفتم: در بیان امر معروف ونہی منکر و فضایل وشرائط وآداب آن.

باب ھشتم: در بیان حقایق وشکر نعمت و ذکر اصناف انعام وافضال حضرت صمدیت

باب نہم: در بیان حقیقت صبر بر مکارہ ومصائب دنیوی کہ آن از لوازم امور ولایت و

Scanned with OKEN Scanner

سلطنت است۔

باب دھم: در مذمت تکبر و غضب و حقیقت آن و ختم کتاب۔

ف ۱۱ ـــ اس رسالہ کی عبارتیں سادہ، موثر اور دل نشین ہیں۔ فصیح فارسی نثر کی آثار میں حضرت شاہ ھمدانؒ کی بہترین نثر ہے۔ مثلاً الہا! ملکا! پادشاہا! قبلہ روی دل ما را بہ تشریف "رب اشرح لی صدری" و راشعہ آفتاب کبریا منور دار، و بلبل زبان حال ما را بہ استمداد عنایت حضرت صمدیت ناطق وقت گردان، و نسیم صبح دولت وصال از مشرق عنایت طلوع کن! شاہ ھمدان حیات اور کارنامے از دکتر پرفیسور شمس الدین احمد۔ ص ۔ ۶۲۴-۶۲۵

ف ۱۲ ـــ شاہ ھمدان ـــ حیات اور کارنامے ـــ ڈاکٹر شمس الدین احمد۔ ص ـــ ۵۴۶

ف ۱۳ ـــ تاریخ بزرگان کشمیر ـــ پیرزادہ عبد الخالق ـــ ص ـــ ۱۶۸

ف ۱۴ ـــ بہارستان شاہی ورق ۱۰ ـــ ب۔ نیز تاریخ سید علی۔ ورق ۵۔ الف

ـــ★ـــ